نمبر ۸۳۵ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
اخبار ... ہفتہ میں دو بار
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا

مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۷ء | بدھ | مطابق ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ

مدینۃ المسیح

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دو تین روز سے گلے سینے اور معدے کی خراش سے تکلیف رہی ہے۔ اور کل ۲۶ جون انتڑیوں کی خراش کی تکلیف نمایاں تھی۔ جس کے سبب دن بھر بہت ضعف رہا۔ دو تین سال سے متواتر حضور کو گرمیوں کے موسم میں انتڑیوں کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب عام جسم میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے جس کا ازالہ تاوقتیکہ صحت کا پورے طور پر خیال نہ رکھا جائے۔ مشکل ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ حضور کی صحت کیلئے بالتزام دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ (۲) جملہ احباب کو مبارک ہو کہ حضرت مسیح موعود کی صاحبزادی حضرت امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرمہ خان محمد عبد اللہ خان صاحب کے ہاں ۱۳ جون کی شب کو لڑکی تولد ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ (ذاکر حمت اللہ)

(۳) علاقہ خوست کا ایک مخلص جناب محمد الیاس صاحب تقوی چیدہ بیمار رہنے کے بعد ۲۰ جون فوت ہو گئے۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ مرحوم بڑے تہجد گزار اور عابد انسان تھے۔ احباب دعا مغفرت کریں۔

صیغہ ترقی اسلام کی تبلیغی کوششوں کے نتائج

خدمت اسلام پر آمادگی

حضرت امام جماعت احمدیہ کی یہ تحریک کہ مسلمانوں کو متحد ہو کر مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دردمند اصحاب میں مقبول ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ جناب سید تصدق حسین صاحب بی۔ اے بھیرہ سے لکھتے ہیں۔

اخبار الفضل کے آرٹیکل اور دیگر اشتہارات پڑھ کر نیاز مند نے فیصلہ کیا ہے کہ جو جذبات آ چکے ہیں۔ وہ جناب کے پاس روانہ کئے جائیں۔ میری دلی آرزو ہے۔ کہ اس وقت فرقہ وارانہ فساد کو خیرباد کہکر آپ کی سرکردگی میں یا جیسا مناسب ہو اس فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا جائے۔

جناب سید صاحب نے ایک مفصل مضمون لکھ کر الفضل کے لئے بھیجا ہے۔ جو انشاء اللہ جلد شائع کیا جائیگا۔

مسلمان خواتین کی تعلیم

گورنمنٹ کالج جھنگ سے جناب عبد العزیز صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ کے رسالہ "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟" کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ پنجاب کے مسلمانوں کی دینی اور دنیوی اصلاح کا بہترین ذریعہ میرے خیال میں تعلیم نسواں ہے۔ اور یہ مشکل پیش کرتے ہوئے کہ زنانہ مدارس کے لئے مسلمان استانیاں نہیں ملتیں۔ جماعت احمدیہ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس طرف توجہ کرے۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمدنی اور دینی اصلاح کے لئے مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور اس کی طرف مسلمانوں کو ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اس کے لئے سالہا سال کی کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ اس ضرورت کو نہ صرف آج سے بہت عرصہ قبل محسوس فرما چکے ہیں۔

بلکہ حضور نے استانیاں تیار کرنے کے لئے اپنی زیر نگرانی قادیان میں ایک سکول بھی جاری کرایا ہوا ہے جس میں دینی تعلیم کے علاوہ مروجہ علوم کی بھی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور خود حضور بھی بعض مضامین کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ یہ سکول اب تیسرے سال میں ہے۔ دو سال کی پڑھائی ہو چکی ہے۔ اور تیسرے سال کی شروع ہے۔ اسی طرح گرلز سکول کو بھی روز بروز ترقی دی جا رہی ہے۔ پس اس طرف سے جماعت احمدیہ غافل نہیں ہے۔ دوسروں کو بھی اس پہلو کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اس وبا فوری مقابلہ کے لئے جو تدابیر پیش کی گئی ہیں۔ ان پر عمل درآمد ہونا چاہیئے یہ خوشی کی بات ہے

مقررہ فارم پر دستخط کرنے والے

کہ مختلف مقامات کے معزز اصحاب بخوشی اس فارم پر دستخط کر رہے ہیں۔ جو رسالہ "ہمیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں" کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل نے گوجرانوالہ سے حسب ذیل اصحاب کے دستخط کرا کے بھجوائے ہیں۔ (۱) میاں عنایت صاحب صراف جو بہت پر جوش آدمی ہیں۔ (۲) بابو محمد یعقوب خان صاحب پلیڈر (۳) شیخ سراج الحق صاحب پلیڈر۔ (۴) شیخ محمد کبیر صاحب پلیڈر۔

ایک بہت بڑی خرابی کے انسداد کی ضرورت

جناب ملک ممتاز محمد خان صاحب آنریری کپتان سرگودھا کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب مولوی فاضل لکھتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات اور واقعات کے متعلق ان سے دو گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ انہوں نے ہندوؤں سے خرید و فروخت کے متعلق ایک نہایت ہی افسوسناک امر کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ ہمارے علاقہ میں مسلمان عورتیں ہندوؤں سے سودے خریدنے کیلئے ان کی دوکانوں پر جاتی ہیں۔ اور ہندو بنیئے ان کے گھروں پر آکر اپنی چیزیں بیچتے ہیں۔ اور اس طرح عصمت دری وغیرہ کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے زیادہ اس کے انسداد پر زور دینا چاہیئے۔ فی الواقعہ یہ ایک نہایت خطرناک طریق ہے جسے ہر جگہ کے مسلمانوں کو فوراً بند کر کے اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے ۷ جون کو بھلوال میں لیکچر دیا۔ جلسہ زیر صدارت جناب راجہ نجیب اللہ صاحب ہوا۔ جنہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہم ان کے بہت ہی ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے بروقت ہماری خبر لی۔ اور اپنے قیمتی مشوروں سے ہم کو مستفید فرمایا ہے۔ انہوں نے حاضرین کو اسلام کی خدمت کے لئے قربانی کی ترغیب دلائی۔

ضرورت اتحاد پر لیکچر

چوہدری عصمت اللہ خان صاحب ٹیکسل لائل پور سے لکھتے ہیں ۱۰ جون مسلمانان لائل پور نے ترنگیلا رسول کے خلاف جلسہ منعقد کر کے اس میں ریزولیوشن پاس کئے۔ اسی جلسہ میں مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل نے مسلمانوں میں اتحاد پر لیکچر دیا۔ لوگوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

خاکروبوں میں تبلیغ

سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ فیروز پور اپنی تازہ رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ موضع جوڑہ میں ۲ کس مرد و زن خاکروب مسلمان ہوئے۔ اور لوگوں میں تبلیغ جاری ہے۔

جہاں ان لوگوں کا مسلمان ہونا خوشی کی بات ہے۔ وہاں ہمیں اس بات پر افسوس بھی ہے۔ کہ ادنے اقوام میں جس جوش اور سرگرمی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ نہیں پائی جاتی۔ بہت کم لوگ ہیں۔ جو اس طرف توجہ دے رہے ہیں جب خود احمدیوں کی یہ حالت ہے۔ تو وہ دوسرے مسلمانوں کو ادنے اقوام کی اصلاح کی طرف کس طرح متوجہ کر سکتے ہیں۔ ہر جگہ کے احمدیوں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ادنے اقوام میں تبلیغ کے متعلق مقامی حالات کے ماتحت مناسب انتظام کریں۔ اور اس کی باقاعدہ اطلاع دفتر ترقی اسلام میں بھیجتے رہیں۔ (محمد اعظم از شملہ)

اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کی بیعت

بعالی خدمت حضرت اقدس اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ پیارے آقا! مجلس مشاورت کی تقاریر اور دیگر خطبات پڑھ کر اور سنکر دل میں ایسا گہرا اثر ہوا۔ کہ اس عاجز نے دوبارہ بیعت کرتے اور حضور کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے کئی بار قلم اٹھایا۔ مگر اپنی ناگفتہ بہ حالت اور کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے میرا قلم رک جاتا رہا۔ اور یہ سوال ہر بار پیدا ہوتا رہا کہ کیا میں وقتی جوش میں آکر تو نہیں لکھ رہا۔ جو بعد میں باعث ندامت ہو۔ وعدہ کر کے پھر نبھانا تو دشوار نہ ہوگا۔ غرضیکہ طرح طرح کے خیالات کے ہجوم نے گھبراہٹ پیدا کر دی۔ اور آخر میں نے اپنی ضمیر سے یہ فیصلہ کیا۔ کہ پہلے میں اپنے آپ کو اس امر کے لئے تیار کر لوں۔ علاوہ ہر پہلو پر دوبارہ عہد کرنے سے قبل خوب غور کر لوں۔ اور اپنے والد ماجد کی وفات سے جو جو ذمہ داریاں اپنے بدنصیب خاندان (شیخ قانونگویاں) میں کسی کے احمدی نہ ہونے کی وجہ سے اس عاجز پر عائد ہو گئی ہیں۔ ان کا بھی اندازہ کر لوں۔ اور پھر آئندہ کی مشکلات برداشت کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لوں۔ تاکہ بعد میں سے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے کا مصداق نہ بنوں۔ غرض عاجز اپنی حالت کو اپنے مولا کے حضور بار بار پیش کیا۔ اور اب اس کے فضل اور توفیق سے میرے دل میں اطمینان کی لہر دوڑ رہی ہے۔ اور اپنے ارادے کو مستحکم کر لیا ہے۔ بلکہ اب اس عاجز کو افسوس ہو رہا ہے۔ کہ ایک نیک تحریک میں حصہ لینے کے لئے تساہل کیوں ہوا۔ بہرحال پیارے آقا! اب میں اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے اپنی طبیعت میں کسی قسم کی بھی ہچکچاہٹ نہیں پاتا۔ اور حضور کے دست مبارک پر پھر بیعت کرتے ہوئے گذشتہ کمزوریوں کی اللہ تعالے سے معافی مانگتا ہوں۔ اور آئندہ کے لئے اقرار کرتا ہوں۔ کہ اسلام کی ترقی کے لئے جس قسم کی بھی قربانی کے واسطے حضور کی جانب سے حکم صادر ہوگا۔ اس پر لبیک کہنے کے لئے ہمہ تن حاضر رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ

پیارے آقا! جیسا کہ حضور پرنور کو معلوم ہے۔ اس عاجز کو اپنے والد بزرگوار کی اچانک وفات کے باعث یتیم کم سن بچوں کی تربیت اور پرورش کا خیال تھا۔ مگر اب ان کو احکم الحاکمین خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اپنی زندگی کو آج سے وقف سمجھتا ہوں۔ اور حضور کو پورا پورا اختیار دیتا ہوں۔ کہ جو بھی حکم ہو اس کی تعمیل کو حاضر ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ

میری تمنا ہے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے۔ اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کر لوں۔ تاکہ تبلیغی کام میں حالاً و قالاً دونوں طرح سے مفید ثابت ہو سکوں۔ اگر اس غرض کے لئے کسی وجہ سے مجھے ملازمت بھی ترک کرنی پڑے۔ تو انشاء اللہ دریغ نہ ہوگا۔

اخبار "پرتاپ" کے متعلق امام جماعت احمدیہ کا تار ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کی خدمت میں

آریہ اخبار "پرتاپ" لاہور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک کے خلاف حال میں جو ناپاک حملہ کیا ہے۔ اس کا جب حضرت امام جماعت احمدیہ کو علم ہوا۔ تو حضور نے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کو تار کے ذریعہ اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس قسم کے دل آزار حملوں کے جلد انسداد کی ضرورت ظاہر کی

اطلاع اس الفضل پر خریداران کے پتوں کی تو چٹیں لگائی گئی ہیں۔ اگر کسی صاحب کے ایڈریس میں غلطی ہو یا کسی صاحب کو اخبار نہ ملے۔ تو ضرور اطلاع فرمائیں (ناظم طبع و اشاعت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۴ ر جون سنہ ۱۹۲۷ء

ہندوؤں کا سلوک ہندوؤں سے

دام شدھی میں گرفتار ہونے والوں کیلئے عبرتناک واقعہ

اس وقت شدھی اور سنگھٹن پر سب سے زیادہ زور دینے والے ہندو لیڈروں میں سے پنڈت مدن موہن مالویہ سب سے پیش پیش ہیں۔ ہر لمحہ اور ہر لحظہ ان کی ہندوؤں کو یہی تلقین ہے کہ دوسری اقوام کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملالو۔ اور تمام مسلمانوں کو شدھ کرلو۔ پچھلے دنوں تو ان کے متعلق یہ بھی شائع ہوا تھا کہ ہر دوار میں انہیں دیوتاؤں نے خاص طور پر شدھی کو پر زور طریق سے جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں کچھ صداقت ہو۔ یا نہ ہو۔ اور خواہ محض ان پختہ اعتقاد ہندوؤں کو جو ہندو دھرم کے رو سے کسی دوسرے مذہب کے انسان کی شدھی قطعاً ناجائز یقین کرتے ہیں رجوع کر دینے کیلئے یہ بات گھڑی گئی ہو۔ لیکن اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ مالوی جی شدھی کی خاطر کیا کچھ کہنے اور کرنے کے لئے نہ صرف تیار ہیں بلکہ کر رہے ہیں۔ اور جب ہندوؤں کا اتنا بڑا لیڈر شدھی کا اس قدر حامی اور اتنا دلدادہ ہو۔ تو دوسرے اس کے متعلق جتنا بھی جوش و خروش ظاہر کریں۔ کم ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا شدھی پر اپنا سارا زور اور پوری قوت صرف کر دینے والے۔ شدھی کی خاطر مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے والے۔ شدھی کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہانے والے۔ شدھی کے لئے ہر قسم کے دباؤ کے علاوہ ہر قسم کا لالچ اور تحریص دلانے والے۔ جن لوگوں کو شدھ بناتے ہیں۔ انہیں اپنے جیسا انسان بھی سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ ہندو مسلمانوں کو جو چاہیں سمجھیں۔ اور جتنا نفرتناک سلوک چاہیں۔ کریں۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ مسلمان ملیچھ اور ناپاک ہیں۔ انہیں پاک اور پوتر ہندوؤں سے انسانیت اور شرافت کے سلوک کی توقع رکھنے کا ہی کیا حق ہے۔ اسی طرح ہندو عیسائیوں سے جس طرح چاہیں پیش آئیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ عیسائی چونکہ ان کے نزدیک درجہ انسانیت پر نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ان سے انسانوں والا سلوک بھی نہیں کر سکتے۔ اور بیچارے ہندوستان کے اصلی اور قدیم باشندوں کا تو کوئی ذکر نہیں۔ جب ہزارہا سال سے ہندو ان سے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ تو اب وہ کس طرح کسی اچھے سلوک کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو اب "شدھ" کر کے ویدک دھرم کی "شرن" میں لایا جاتا ہے۔ جن کے گلے میں تاگہ ڈالکر اور جن کے سر پر چوٹی کا نشان ثبت کر کے پوتر بنایا جاتا ہے۔ جن کو پتھر اور شجر کی پوجا کا سبق پڑھایا جاتا ہے جنہیں لاتعداد معبودوں کا بندہ بنایا جاتا ہے۔ کیا ان کو بھی اپنے جیسا انسان سمجھا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر ایک مسلمان یا ایک عیسائی یا ایک ادنیٰ قوم کے انسان کو ہندو اپنے ہاتھوں شدھ کر کے اسے انسانیت کے اس درجہ پر نہیں سمجھتے جو انہوں نے اپنے لئے قرار دے رکھا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ان کی شدھی اس لئے نہیں۔ کہ ویدک دھرم سے جو برکات اور فیوض وہ خود حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں دوسروں کو بھی شریک کریں۔ بلکہ محض اس لئے ہے۔ کہ شدھی کے ذریعہ اپنی تعداد بڑھا کر اپنی حکومت قائم کریں۔ اور جب حکومت ان کے ہاتھ آجائے۔ تو شدھ ہونے والوں پر بڑی شفقت اور مہربانی کا اس طرح ثبوت دیں۔ کہ انہیں اپنے خدمت گذار بنالیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ ان لوگوں کو جنہیں وہ شدھ یعنی ناپاک سے پاک بناتے ہیں۔ اپنی سوسائٹی میں وہی حقوق نہیں دیتے۔ جو خود رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندو خواہ کتنے ہی زور کے ساتھ شدھی کے راگ گائیں۔ اور اس کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں۔ ہندو قوم نے نہ صرف غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے حد بندی مقرر کر کے ان کو ادنےٰ اور ذلیل قرار دینے کا حکم دے دیا ہے۔ بلکہ خود ہندوؤں میں بھی یہ فرق اور امتیاز قائم کر دیا ہے۔ وہ ہندوؤں کی گھٹی سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ اور وہ شدھ ہونے والوں کو قطعاً اپنے جیسا انسان نہیں سمجھ سکتے۔

اس وقت وہ لوگ جو ہندوؤں کے جنگل میں پھنسے ہوئے یا کسی لالچ اور حرص کی خاطر شدھ ہو رہے ہیں۔ اسی طرح غافل ہیں۔ جس طرح تازہ زخم خوردہ شکار اپنی حالت سے ناواقف ہوتا ہے۔ لیکن وہ وقت بہت جلد آئیگا۔ جب شدھ ہونے والوں کو سوچنا پڑے گا۔ کہ ہم نے شدھ ہو کر کیا کھویا۔ اور کیا حاصل کیا۔ لیکن ... کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو اسی وقت خوب اچھی طرح سمجھا دیا جائے۔ اور ان کے ذہن نشین کر دیا جائے۔ کہ جو لوگ انہیں شدھ کر رہے ہیں۔ وہ جب اپنے ہم مذہبوں سے اور ان ہم مذہبوں سے جو انہیں کی طرح قدیمی ہندو ہیں۔ یہ سلوک کرتے ہیں۔ کہ ذرا ذرا سے قومی اختلاف کی وجہ سے اپنے جیسا انسان نہیں سمجھتے۔ تو پھر انہیں جن کو وہ کل تک ملیچھ اور ناکس قرار دیتے تھے۔ آج کس طرح انسانیت کے حقوق دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ پس تم بجھ ان کی چکنی چپڑی باتوں سے جو تم سے کرتے ہیں۔ اور تھوک دو ان کے ان اموال پر جو تمہارے سامنے پھینکے جاتے ہیں۔ اور بہادری اور جوانمردی دکھاؤ ان کی دھمکیوں کے مقابلہ میں جب وہ تمہیں ڈرا دھمکا کر شدھ کرنا چاہیں۔ کہ ان کے ہاں تمہارے لئے سوائے ذلت اور رسوائی کے اور کچھ نہیں۔ جو اپنے ... انسانیت کا سلوک نہیں کر سکتے۔ وہ تمہارے ساتھ کیا کرینگے۔

اس امر کے ثبوت میں کہ ہندو اپنے رسم و رواج اور اپنے مذہب کی پابندیوں کی وجہ سے خود ایک دوسرے سے کیا برتاؤ کرتے ہیں۔ اس وقت وہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو شدھی کے سب سے بڑے حامی پنڈت مدن موہن مالویہ اور ان کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو مفصل طور پر ایک گجراتی اخبار سے ترجمہ شدہ دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔

اس واقعہ کے لکھنے والے ایک صاحب پنڈت لکشمی کانت ہیں۔ جو مالویہ خاندان کے ہی ایک رکن ہیں۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ سے قریب کی رشتہ داری بھی رکھتے ہیں۔ ان سے قصور صرف یہ سرزد ہوا۔ کہ انہوں نے مالویہ خاندان میں کوئی موزوں رشتہ نہ پاکر اپنی چھوٹی لڑکی ایک اور خاندانی اور تعلیم یافتہ برہمن سے بیاہ دی۔ اس پر پنڈت مالویہ صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں پنڈت لکشمی کانت صاحب کو برادری سے خارج کر دیا گیا۔ اور ان سے ساری مالویہ برادری نے بائیکاٹ کر دیا۔ جس پر اس سختی کے ساتھ عمل کیا گیا۔ کہ جب ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ تو پنڈت مالویہ صاحب نے ساری برادری کو ہدایت

کردی ہے کہ کوئی ان سے ملنے نہ پائے۔ چنانچہ مالوی برادری کا ایک فرد بھی جنازے میں شامل نہ ہوا۔ اسی قسم کے اور بہت سے افسوسناک اور سنگدلانہ سلوک ان سے کئے گئے۔

یہ اپنی برادری کے ایک معزز خاندان کے ساتھ پنڈت مالویہ جیسے مشہور اور شدھی کے شیدائی لیڈر کی رہنمائی میں ان لوگوں نے سلوک کئے۔ اور اس طرح ثابت کر دیا۔ کہ ہندوؤں کا کوئی طبقہ خواہ وہ کتنا ہی تعلیم یافتہ اور روشن خیال کیوں نہ ہو۔ پھر بھی وہ اپنے مذہب کے دقیانوسی رسم و رواج کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور جو شخص ان سے ایک بال بھر ادھر ادھر ہو۔ اسے برادری سے خارج کرنے سے کم سزا دینا کافی نہیں سمجھتا ہے۔

جو لوگ شدھی کے دام میں پھنس چکے ہیں۔ یا جن کے متعلق خطرہ ہو۔ کہ لمبے چوڑے وعدوں سے دھوکہ کھا کر پھنس جائیں گے۔ پنڈت لکشمی کانت صاحب کا یہ واقعہ خوب اچھی طرح ان کے گوش گذار کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ پیش آنے والی تباہی اور ذلت سے بچ سکیں۔

کیا ستیارتھ پرکاش موجودہ زمانہ کے مطابق ہے؟

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ پونا میں کچھ سرکردہ لوگوں نے اس مقصد کے لئے سب کمیٹیاں بنائی ہیں کہ ہندو دھرم کے لئے نیا آئین مرتب کریں۔ جو موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق ہو۔ اس کا ذکر کرتا ہوا آریہ اخبار پرکاش (۱۲ر جون) لکھتا ہے۔

"جب اس زمانہ کے عین حسب حال ویدوں کے آدھار پر سمرتی پہلے سے ہی تیار ہے۔ جس کی لاکھوں کاپیاں اس وقت دیش میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تو نئی سمرتی تیار کرنے میں شکتی لگانے سے کیا فائدہ؟ وہ سمرتی کون سی ہے؟ ستیارتھ پرکاش۔ اس سے بڑھیا سمرتی اور کونسی ہو سکتی ہے"

کتنے تعجب کی بات ہے۔ پرکاش اس کتاب کو زمانہ کے عین حسب حال سمرتی بتا رہا ہے۔ جسے عملی لحاظ سے اس وقت تک خود آریوں نے بھی حسب حال نہیں قرار دیا۔ اور اس کی متعدد باتوں کے خلاف اپنا عمل رکھتے ہیں۔ کیا "پرکاش" نہیں جانتا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" میں بیواؤں کی شادی کی سخت ممانعت ہے۔ اور اس کی بجائے نیوگ کرانے کی تلقین ہے۔ اب بتایا جائے۔ کتنے آریوں نے اس پر عمل کیا یا کرایا۔ اسی طرح شادی سے قبل لڑکے اور لڑکی کے لئے جو ہدایات اس میں درج ہیں۔ کیا ان پر عمل کیا جاتا ہے یا مرد و عورت کے خاص تعلقات کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ آریوں کے پیش نظر رہتا ہے۔ یہ تو بطور مثال ایک دو باتیں عرض کی گئی ہیں۔ ورنہ بیسیوں باتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن پر آریہ نہ صرف عمل نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے خلاف چل رہے ہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش کو موجودہ زمانہ کے عین مطابق سمرتی کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔

بات یہ ہے۔ مہاراشٹر کے جن فاضل ہندوؤں نے نئی سمرتی کی ضرورت محسوس کر کے اس کے مدون کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی ثبوت بہم پہنچا دیا ہے کہ سوامی دیانند نے ویدک دھرم کی کتر بیونت کر کے جو کتاب ستیارتھ پرکاش موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق بنائی تھی۔ وہ بھی بیکار ثابت ہو چکی ہے۔ اور ہندوؤں کو کسی اور سمرتی کی ضرورت درپیش ہے۔

ہندوؤں اور آریوں کو نئی سمرتی کی ضرورت

ستیارتھ پرکاش کو بیکار اور بے فائدہ وہی لوگ نہیں قرار دے رہے جنہوں نے نئی سمرتی مرتب کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ بلکہ پرکاش کے متعصب اور ضدی آریوں کو چھوڑ کر باقی آریہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا آرگن "آریہ گزٹ" (۲۰ر جیٹھ ۱۹۸۴ء) اسی نئی سمرتی کے متعلق لکھتا ہے۔

"واقعی آج کل اس امر کی اشد ضرورت ہے۔ کہ ایک ایسی سمرتی بنائی جائے۔ جس میں شدھ شدہ لوگوں سے دیودہار کا ورتن ہو۔ بدھوا وواہ اور دوسرے ایسے کاموں کا جن سے جاتی کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ودہان ہو۔ مدت سے ایسی سمرتی کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور اگر سناتن دھرمی ہی اس ضرورت کو پورا کر دیں۔ تو بہت اچھا ہوگا"

آریہ گزٹ "ستیارتھ پرکاش" سے ناواقف نہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ اس بات کی اشد ضرورت سمجھتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے لئے کوئی نئی سمرتی بنائی جائے۔

ہندو صاحبان خوشی سے نئی سمرتی بنائیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں۔ کہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہر سمرتی کا وہی حال ہوگا۔ جو تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ستیارتھ پرکاش کا ہو چکا ہے۔ کہ اس کے بعد اب پھر نئی سمرتی کی ضرورت ہے۔ یہ ضرورت اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی سمرتی کے آگے نہ جھک جائیں۔ اور وہ سمرتی قرآن ہے۔ جس کا کوئی ایک حکم بھی ایسا نہیں ہے۔ جو فطرت انسانی کے خلاف ہو۔ اور جس پر عمل کرنا ناممکن ہو۔ یا انسانی جذبات اور احساسات کے خلاف ہو۔ یاد رہے کسی آئین پر عمل نہ کرنے اور نہ کر سکنے میں بڑا فرق ہے۔ اسلام کا کوئی آئین ایسا نہیں ہے۔ جس پر عمل نہ ہو سکتا ہو۔ لیکن ہندو دھرم میں بیسیوں ایسی باتیں موجود ہیں۔

مسلمانوں کے فوری اتحاد کی ضرورت

پچھلے دنوں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔ کہ "اتحاد بین المسلمین قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ باہمی تکفیر کو دور نہ کیا جائے" اس کے متعلق ہم نے گذارش کی تھی۔ اس وقت غیر مسلموں کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو فوری اتحاد کی ضرورت ہے۔ لیکن باہمی عقائد کے اختلاف کا اتنی جلدی دور ہونا ناممکن ہے۔ اسلئے وہ صورت اختیار کرنی چاہیئے جس سے جلد سے جلد اتحاد ہو سکے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ مسلمان اپنے متحدہ اور متفقہ اغراض و مقاصد میں مل کر کام کریں۔

معلوم نہیں یہ بات مولوی صاحب کے دل لگی یا نہیں اور ابھی تک اپنی پہلی رائے پر ہی قائم ہیں۔ یا اس کی خامی کو دیکھ کر اسے بدل چکے ہیں۔ لیکن ۳ر جون کے زمیندار میں ان کے نام جو "مکتوب مفتوح" شائع ہوا ہے۔ اس سے وہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلمان کس قدر جلدی دشمنان اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ راقم مکتوب لکھتے ہیں۔

"آپ نے جو علاج تجویز کیا ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کے واسطے کالج کھول کر مبلغ تیار کئے جائیں۔ اور ان کی مدت تعلیم چار سال قائم کی ہے۔ کیا اس قدر طویل عرصہ میں شدھی کا سیلاب عظیم جو نہایت تیزی اور سختی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اسلامی آبادیوں کو تباہ و برباد نہ کر دیگا؟ کیا ایسی بطی الاثر نرم حرکات مسلمانوں کی موجودہ غفلت میں کوئی تغیر پیدا کر سکتی ہیں۔ ناسور کے واسطے اپریشن ضروری ہے۔ مگر آپ لوگ اعلےٰ درجہ کے فرزین اور سرجن ہونے کے باوجود جو علاج تجویز کرتے ہیں۔ وہ سریع الاثر نہیں ہے۔ جنگ کتنے سال سے شروع ہو چکی ہے۔ غنیم نے جو اپنی تمام فوج کے ساتھ ہر طرح سے آراستہ و مسلح ہے۔ دھاوا بول دیا ہے۔ اور آپ ہیں۔ کہ فوج کے بھرتی کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کیا اس قدر عرصہ میں غنیم جس کو ہر پہلو سے آپ زبردست تسلیم کرتے ہیں۔ اپنی مہم سر نہ کریگا۔ (خاکم بدہن) اسکو ضرور فتح حاصل ہو گی۔ اور اس کے بعد محال ہوگا۔ کہ آپ کی تیار شدہ فوج اپنا ملک واپس لے سکے"

اب اگر جناب مولوی صاحب مسلمانوں کی "باہمی تکفیر" کو دور کر کے اتنی جلدی "اتحاد بین المسلمین" قائم کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان غنیم کی حملہ آور فوج کا مقابلہ کر سکیں۔ تو کس کا سر پھرا ہے۔ کہ انکے رستہ میں روک پیدا کرے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اور اپنی ساری زندگی میں بھی نہیں کر سکتے۔ تو بیرونی وقت کی ضرورت کو دیکھیں۔ اور جہاں تک مسلمان فوری طور پر متحد ہو سکتے ہیں۔ انہیں متحد کرنے کی کوشش کریں۔

اوّل خویش بعدہٗ درویش

مولوی محمد یعقوب صاحب ممبر اسمبلی نے انجمن اسلامیہ سہارنپور کے صدر کی حیثیت سے جو خطبہ پڑھا۔ اس میں مسلمانان ہند کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"برادران ملت! آپ مجھے معاف فرمائیں۔ اگر کسی قدر صفائی کے ساتھ میں آپ سے یہ عرض کروں۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے اسباب میں ایک بڑا سبب ہمارا بیرون ہند کے مسلمانوں کے معاملات میں ضرورت سے زیادہ شغف اور انہماک ہے۔ میرا ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ دیگر ممالک کے مسلمانوں کے حالات سے آپ متاثر نہ ہوں۔ مسلمان کسی خاص قوم یا ملک پر محدود نہیں ہیں۔ بلکہ بحکم کل مومن اخوۃ کے تمام دنیا کے مسلمان ایک جسم کے اعضاء ہیں۔

چو عضوے بدرد آورد روزگار ٭ دگر عضوہا را نماند قرار

لیکن اپنے آپ کو ہلاکت اور مصیبت میں ڈال کر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ جو نہ آپکی ہمدردی کی کوئی قدر یا وقعت کریں نہ آپ کے ایثار کا ان کے دلوں پر کوئی اثر ہو۔ غیر ضروری اظہار عقیدت کرنا اور اپنے ملک کی قومی تحریکوں کو بے مایہ اور مفلس چھوڑ کر دیگر ممالک کے نام سے لاکھوں روپیہ چندوں میں ضائع کرنا کسی طرح سے مقتضائے عقل نہیں ہے بحیثیت مسلمان ہونے کے جسقدر حقوق ٹرکی۔ مصر۔ ایران۔ اور افغانستان کے مسلمانوں کے ہم پر ہیں۔ اسی قدر ہمارے حقوق بھی ان ممالک کے مسلمانوں پر ہیں۔ بلکہ بوجہ حکمران ہونے کے وہ زیادہ بااثر طریقہ سے ہماری امداد کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ آج تک کبھی کسی دوسرے ملک کے مسلمانوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی قدمی قلمی یا درہمی ذرا سی بھی کسی قسم کی امداد کی ہو۔ امیر حبیب اللہ خان مرحوم شاہ افغانستان نے اپنی تشریف آوری کی یادگار میں محمڈن کالج علی گڑھ کے واسطے پانسو روپیہ مرحمت فرمائے تھے۔ ہز میجسٹی شاہ امان اللہ خان خلد اللہ ملکہٗ نے وہ بھی بند فرما دئے۔ گورنمنٹ برطانیہ کا ہم پر بھروسہ اور اعتبار محض اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ پان اسلامزم کا ہوا سوتے جاگتے انگریزوں کو ڈراتا ہے۔ اہل ہنود کو ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی اہل ہند کی حکومت خود اختیاری پر افغانستان کی اسلامی حکومت کو ہندوستان میں ترجیح دیں گے۔ غرضیکہ ہم پر زیادہ تر مصیبتیں دیگر ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ بیکار اظہار ہمدردی کرنیکی وجہ سے آتی ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ جن کی خاطر ہم پر مصائب آتے ہیں۔ ان کو ہماری مطلق پرواہ نہیں

بجرم عشق تو ام میکشند و غوغائیست ٭ تو نیز بر سر بام آ عجب تماشائیست

ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہئیے۔ کہ اپنی بقاء اور فلاح کو ہر چیز پر مقدم رکھیں۔ اور اپنے عملی اور مالی ایثار سے ہندوستان میں عزت و آبرو کے ساتھ رہنے کے اپنے آپکو قابل بنا لیں۔ تب کسی اور طرف نظر اٹھا کر دیکھیں۔ ہمارا موجودہ طرز عمل نہایت خطرناک اور قابل اعتراض ہے۔

یہ دنیا میں رہنے کے لچھن نہیں ہیں۔ اٹھاؤ چلو تہ کرو اپنا بستر"

ہمدم ۹ر جون

مسلمانان ہند کو اس پہلو کی طرف توجہ کرنیکی اس وقت سے زیادہ کبھی ضرورت نہیں ہوئی۔ آج مسلمان ہند موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ شدھی اور سنگٹھن کے علم بردار مسلمانوں کو ان کی دولت و مال سے تہی دست کر دینے کے بعد اب ان کے مذہب کو بھی مٹا دینا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی جاہل و بے خبر بستیاں مرتد کی جا رہی ہیں۔ ایسی حالت میں سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے۔ کہ مسلمانان ہند اپنے آپ کی فکر کریں۔ اور دل کھول کر ان لوگوں کی مالی اور اخلاقی امداد کریں۔ جو مخالفین کے مقابلہ کے لئے میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ مسلمان جنہوں نے لاکھوں روپے اسلام کے ناموس کی خاطر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو بھیجے۔ کہ اس وقت خود ہندوستان میں اسلام کی عزت خطرہ میں ہے۔ اس کے بچانے کیلئے کیوں آگے نہیں بڑھتے۔

کرپان کی وجہ سے سکھوں کے حوصلے

۳ر جون لاہور میں سکھوں کا جو میلہ جوڑ میلہ ہوا۔ وہ چونکہ شاہی مسجد کے بالکل قریب تھا۔ اور دن بھی جمعہ کا تھا۔ اس لئے خطرہ تھا کہ سکھوں اور مسلمانوں میں تصادم نہ ہو جائے۔ انتظامی افسروں نے چونکہ اس خطرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی انتظام کیا ہوا تھا۔ اسلئے خیر گذری۔ ورنہ ایک موقع پر تو تصادم ہو ہی چلا تھا۔ سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۱۲ر جون) اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"اگر ذمہ دار اصحاب بالخصوص گوردوارہ کمیٹی کے اراکین کی طرف سے اکالیوں کو روکا نہ جاتا۔ اور مسلمانوں کو پولیس دوسری طرف ہٹا نہ دیتی۔ تو بالکل ممکن تھا۔ کہ کوئی اور خونریز ہنگامہ برپا ہو جاتا۔ اکے دکے اشخاص پر سو سو دو دو سو آدمیوں کے حملے وہ بھی بے خبری میں حملے اور بات تھے۔ اور اکالیوں کے میلہ میں شرانگیزی اور بات تھی۔ نتائج بالکل مختلف ہوتے"۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ "شیر پنجاب" یہ دعویٰ کر رہا ہے۔ کہ اگر اس موقع پر سکھوں اور مسلمانوں کا تصادم ہوتا۔ تو سکھ غالب آتے۔ لیکن کیا یہ دعویٰ اس لئے ہے۔ کہ مسلمان بزدل قوم ہے۔ اس میں کوئی ہمت نہیں پائی جاتی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ دعویٰ محض کرپان کی شہ پر ہے۔ کہ سکھوں کے پاس تلواریں ہیں۔ اور مسلمان بالکل نہتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے پاس بھی کوئی ہتھیار ہوتا۔ تو سکھ معاصر اس بے تکلفی کے ساتھ سکھوں کے غلبہ کا دعویٰ نہ کر سکتا۔ یہ بات گورنمنٹ کے لئے خاص طور پر غور طلب ہے۔ کہ وہ سکھوں کو کرپانیں دیکر اور مسلمانوں کو اس قسم کے ہتھیار سے محروم رکھکر کیسے حالات پیدا کر رہی ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے زندگی بسر کرنا کس قدر مشکل بنا رہی ہے۔

608

مسلمانان جاوا کی دینی اصلاح کی ضرورت

وہ مسلمانان ہند جو دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی دنیوی شان و شوکت کے قیام کے لئے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ کر لاکھوں روپے سے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے کسی بیرونی ملک کے مسلمانوں کی مذہبی اور دینی اصلاح کے لئے بھی کچھ کیا ہے۔ اگر نہیں تو یاد رکھیں۔ اس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

تنظیم ماہ جون میں ایک شخص نے مسلمانان جاوا کے حالات شائع کرائے ہیں۔ جو نہایت ہی افسوسناک نہیں۔ بلکہ شرمناک ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔ کہ جاوا میں زنا کی بیحد کثرت ہے۔ اور اسے گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ کئی مقامات پر مسلمان خنزیر کو بھی حرام نہیں خیال کرتے۔ اور بعض جو مجتہد کہلاتے ہیں۔ ان کا فتویٰ ہے کہ گوشت حرام ہے۔ مگر شوربا کھا لینے میں کچھ حرج نہیں۔

اس قسم کے حالات بیان کرنے کے بعد راقم خط لکھتا ہے۔ "میں مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے لئے اپنے تبلیغی فرائض کا احساس کریں۔ اور جاوی مسلمانوں کو جہالت اور بے خبری کی ذلت سے بچائیں"۔

کیا مسلمانان ہند اس طرف متوجہ ہوں گے۔ امید ہے۔ مسلمان یہ سنکر خوش ہوں گے۔ کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے مرکز میں بہت سے جاوا اور سماٹرا کے طلباء کو ان کے تمام اخراجات برداشت کر کے تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ وہ بہت جلد اسلام کے پرجوش مبلغ بن کر نکلیں گے۔ اور اپنے اہل ملک کی خدمت کر سکیں گے۔ ایسے طلباء ان جزائر سے اور بھی مل سکتے ہیں۔ بشرطیکہ صاحب دل اصحاب ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکیں۔ یا ان کے اخراجات برداشت کر سکیں۔

اگر ہر جگہ کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو جائے جس کا واحد طریق یہی ہے۔ کہ ان کا اسلام سے سچا اور پکا تعلق پیدا کیا جائے۔ اسلام کی الفت اور محبت ان کے قلوب میں داخل کی جائے۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ تو دنیا میں مسلمانوں کی وہ عزت اور شوکت قائم ہو سکتی ہے۔ کہ دوسری قومیں انکی دوستی اور رفاقت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھنے لگیں۔ مسلمانوں کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مشکلات کو حل کرنے کیلئے دماغ سے کام لو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۷ جون ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو دنیا میں پیدا کر کے ایک مقصد مقرر فرمایا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے انسان کو

بہت سی طاقتیں

عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے کچھ طاقتیں تو ایسی ہیں۔ جن کو انسان کبھی کبھار استعمال کرتا ہے۔ اور کچھ ایسی ہیں۔ جن کو انسان پہلی طاقتوں کی نسبت زیادہ استعمال کرتا ہے۔ اور کچھ طاقتیں ایسی ہیں۔ جنہیں انسان اکثر اوقات استعمال کرتا ہے۔ اور کچھ طاقتیں ایسی ہیں۔ جن کو انسان ہر وقت استعمال کرتا ہے۔ جس طریق پر ان طاقتوں کا استعمال ہے۔ وہی طریق ان کے مدارج کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ طاقتیں جو انسان کے

اصل مقصد کے حصول کیلئے

چنداں ضروری نہیں۔ ان کا استعمال انسان بہت کم کرتا ہے۔ اور جو ان کی نسبت زیادہ ضروری ہیں۔ ان کا استعمال بھی ان کی نسبت زیادہ کرتا ہے۔ اور جو ان سے بھی ضروری ہیں۔ ان کا استعمال ان سے بھی جلدی کرتا ہے۔ اور جو بہت ہی ضروری ہیں۔ ان کا استعمال ہر وقت کرتا ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔ کھانا پینا انسان کیلئے ضروری ہے۔ اور اس کی خواہش انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔ جس کیلئے انسان

معدہ

کو استعمال کرتا ہے۔ لیکن ہر وقت معدہ کو استعمال نہیں کیا جاسکتا دن رات میں دو تین چار دفعہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اس سے زیادہ کرے گا۔ تو معدہ خراب ہو جائے گا۔ پھر

آنکھیں

ہیں۔ ان کا استعمال معدہ کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جتنی دیر انسان جاگتا ہے۔ ان کو استعمال کرتا رہتا ہے۔ آنکھیں جھپکی جاتی ہیں۔ لیکن وہ اس قدر آناً فاناً اور اتنی جلدی کہ دیکھنے میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے آنکھیں جھپکتے جاتے ہیں۔ اور معلوم ہی ہوتا ہے۔ کہ دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ نہایت قلیل عرصہ میں آنکھ جھپک جاتی ہے۔ مگر سونے کے وقت آنکھ بھی اپنا کام چھوڑ دیتی ہے۔ اس سے بڑھکر

کان

استعمال کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ آنکھیں جھپکی جاتی ہیں۔ مگر کان نہیں جھپکے جاتے۔ اور جس وقت تک انسان بیدار رہتا ہے۔ کان اپنا کام مسلسل کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ سونے کے وقت بھی کرتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں لیکن کان ان کی نسبت زیادہ کھلے رہتے ہیں۔ بلکہ آنکھوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے کانوں کی حس اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ جب کوئی آواز دے۔ تو کانوں کی حس ہی انسان کو بیدار کرتی ہے۔ اور انسان اٹھتا ہے۔ یا لمس کی طاقت کے ذریعہ جاگتا ہے۔ یہ طاقت بھی ہر وقت کام کرتی رہتی ہے۔ مگر پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ وقفہ پڑتا ہے۔ ان سے بھی بڑھکر کام کرنیوالی ایک اور طاقت ہے۔ اور وہ ایسی طاقت ہے۔ کہ جب انسان جاگتا ہے۔ تو وہ کام دیتی ہے اور جب سوتا ہے۔ تو جاگنے کی حالت سے بھی زیادہ کام کرتی ہے اور وہ

انسان کا دماغ

ہے۔ رویا اور کشوف نیند کی حالت میں ہی ہوتے ہیں اور تمام آسمانی علوم اس حالت میں انسان پر اترتے ہیں۔ جبکہ انسان سوتا ہوتا ہے۔ مگر دماغ زیادہ کام کر رہا ہوتا ہے۔ یوں ہر ایک انسان نیند میں ظاہری طاقتوں کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے ان باتوں کو پورے طور پر یاد نہیں رکھ سکتا جو سونے کے وقت اس پر گذرتی ہیں۔ مگر دماغ ہر وقت اپنا کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور جن کو تقویٰ و طہارت حاصل ہوتی ہے۔ اور

مخلوق کی اصلاح

کیلئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ ان کو سب ہی باتیں جو مخلوق کے سننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یاد رہتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسانی طاقتوں میں سے سب سے زیادہ اور ہر وقت کام کرنے والی طاقت دماغ کی طاقت ہے اور چونکہ اسی کے ذریعہ انسان ترقی کے زینے پر چڑھ سکتا ہے۔ اس لئے اسی طاقت کو خدا تعالےٰ نے

ہر وقت بیدار

رکھا ہے۔ اگر انسان محض کھانے پینے کیلئے پیدا ہوا ہوتا۔ تو معدہ کو ایسی طاقت دیجاتی۔ کہ وہ ہر وقت خوراک اپنے اندر لے سکتا۔ اور اسے ہضم کرتا رہتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے کام میں وقفہ پڑ جاتا ہے۔ اس طرح اگر انسان صرف نظارے دیکھنے کیلئے یا راگ سننے کے لئے پیدا کیا جاتا۔ تو آنکھوں اور کانوں کو ایسی طاقت دی جاتی۔ کہ وہ ہر وقت اپنا کام جاری رکھتے۔ مگر ان پر بھی وقفہ آجاتا ہے۔ ہاں جس انسانی طاقت پر وقفہ نہیں آتا۔ وہ انسان کا دماغ ہے۔ جو ہر وقت کام کرتا ہے۔ اور بسا اوقات سوتے وقت زیادہ عمدگی سے اور اعلیٰ درجہ کا کام کر جاتا ہے۔ ہر شخص اس کا تجربہ کر سکتا ہے کہ اگر کوئی مشکل مسئلہ سمجھ میں نہ آئے۔ اس کے حل پر بہت غور کیا جائے۔ مگر حل نہ سوجھے۔ تو انسان اس پر سوچتے سوچتے سو جائے بسا اوقات ایسا ہو گا۔ کہ صبح کو یا رات کو ہی کسی وقت جب آنکھ کھلیگی۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ سوتے سوتے دماغ نے کام کیا۔ انسان خود تو غافل پڑا تھا۔ مگر اس کا دماغ کام کر رہا تھا۔ ہر وہ شخص جسے

مشکل مسائل پر غور کی عادت

ہو۔ اس بات کا تجربہ کر سکتا ہے۔ اور آزمانے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ ایک

عجیب نکتہ

ہے۔ مشکل مسئلہ پر انسان غور کرتے کرتے سو جائے۔ سونے کے بعد جب اٹھیگا۔ تو بسا اوقات وہ مسئلہ حل شدہ اس کے سامنے ہو گا۔

تمام طاقتوں کی یہ کیفیت جو میں نے اسوقت بیان کی ہے۔ بتاتی ہے۔ کہ ان سب سے مقدم دماغ کا کام ہے۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ انسان سب طاقتوں سے زیادہ دماغ سے کام لیں۔ لیکن افسوس بہت لوگ ہیں۔ جو ہاتھوں پاؤں زبان آنکھوں اور کانوں سے تو کام لینا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر نہیں لیتے۔ تو دماغ سے کام نہیں لیتے۔ ایک آدمی کسی سے ذرا بات پر ناراض ہو کر

لڑنے جھگڑنے کیلئے تیار

ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں۔ حالانکہ اسے چاہئیے تھا کہ پہلے دماغ سے کام لیتا اور سوچتا۔ کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئیے۔ اگر وہ دماغ سے کام لیتا۔ اور اس بات پر غور کرتا۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ دماغ اسے بتاتا۔ اس موقع پر لڑنے اور جھگڑنے سے فائدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح بسا اوقات انسان اگر ہاتھ سے نہیں۔ تو

زبان سے کام لینا

شروع کر دیتا ہے یعنی گالیاں دینے لگتا ہے۔ وہ بھی اگر دماغ سے کام لیتا۔ تو دماغ اسے یہی بتاتا۔ کہ گالیوں سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ان سے اپنی زبان کو گندہ نہ کر۔ پھر بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ہاتھوں اور زبان سے کام نہیں لے سکتے۔ تو آنکھوں سے کام لیتے ہیں۔ یعنی

چہرہ سے غصہ کے آثار

ظاہر کرتے ہیں۔ کسی کو مارنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور نہ گالیاں دینے کی۔ تو چہرہ سے غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے آدمی بھی اگر دماغ سے کام لیں۔ تو انہیں صحیح راستہ معلوم ہو جائے۔

اپنے لوگ ہاتھوں سے۔ زبان سے اور کانوں سے زیادہ کام لینا چاہتے ہیں۔ یعنے لڑنے۔ گالیاں دینے یا غصہ ہونے لگ جاتے ہیں۔ مگر دماغ سے کام نہیں لیتے۔ حالانکہ لڑنے۔ گالیاں دینے اور غصہ ہونے سے بہت کم کام نکلتے ہیں۔ ہمیشہ وہی انسان کامیاب ہوتا ہے۔ جو تدبیر سے کام لیتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ

میں دشمنوں نے طرح طرح سے آپ کو دکھ دیئے۔ آپ پر اتہام لگائے آپ کے ماننے والوں کو تنگ کیا۔ ان پر ظلم کئے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس بات سے روک دیا کہ وہ ان کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ اپنی زبان یا کان استعمال کریں۔ اس وجہ سے صحابہ نے

دشمنوں کے مقابلہ میں

اپنے ہاتھ نہ استعمال کئے۔ ان کو گالیاں نہ دیں۔ ان سے غصہ کے چہرے نہ بنائے۔ اور اگر چہرہ بنایا گیا۔ تو اسلام نے اسے ناپسند کیا۔ اور یہی کہا۔ کہ دشمنوں کے مظالم کے مقابلہ میں تمہارے چہرے پر مسرت اور زبانوں پر خوشی کے کلمات ہوں۔ اور تمہارے ہاتھ ان کی بہتری کے لئے کام کریں۔ چنانچہ صحابہ نے جو کام کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ انہوں نے

تبلیغ اسلام پر زور

دیا۔ ان کے لئے خدا تعالے کی نصرت آئی۔ لیکن اس کے لئے انہیں تدبیریں کرنی پڑیں۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ جب تک مسلمانوں کو غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسوقت تک انہوں نے کفار کے ہاتھوں کا کھانا نہ کھایا۔ اور سالہا سال تک ان کا کھانا منع رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ گو کفار کی تعداد ان سے زیادہ تھی۔ اور کفار بہت طاقت ور بھی تھے۔ تو بھی انہوں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ جو کچھ لینا ہوگا مسلمانوں سے ہی لینگے۔ اگر اس تدبیر پر عمل نہ کیا جاتا۔ اور مسلمان کفار سے خرید و فروخت کرنے سے نہ رکتے۔ تو مسلمان بالکل کنگال اور بے حال ہو جاتے پس اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ دشمنوں سے لڑو۔ ان کو گالیاں دو ان پر غصہ کا اظہار کرو۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ جو تدبیر تمہاری تباہی کی یہ کر رہے ہیں۔ کہ تمہیں بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ یہی تم بھی ان کے متعلق کرو۔ اس کا نتیجہ کم از کم یہ تو ہوگا۔ کہ

مسلمانوں کی دولت مسلمانوں کے ہی گھروں میں

رہے گی۔ چنانچہ اس طرح مسلمانوں کے اموال محفوظ رہے۔ اسی طرح اور جس قدر معاملات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے۔ ان میں آپ نے اسی احتیاط سے کام لیا۔

صلح حدیبیہ

کے وقت جب معاہدہ لکھا جانے لگا۔ تو حضرت علی رضؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے لکھا۔ کہ محمد رسول اللہ یوں کہتا ہے۔ کفار نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ ہم تو انہیں رسول نہیں سمجھتے۔ اگر رسول سمجھتے۔ تو لڑتے کیوں۔ اس لئے رسول اللہ کے الفاظ نہ ہوں۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کاٹ دو۔ حضرت علی رضؓ نے کہا۔ مجھ سے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا لاؤ میرے پاس اور آپ نے انگوٹھے سے وہ الفاظ مٹا دیئے۔ اور کفار کی بات مان لی۔ اس طرح ان کو اس تدبیر میں لے آئے۔ جو بالآخر ان کی

تباہی کا موجب

ہوگئی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ کفار نے چاہا تھا۔ کہ مکہ سے جو لوگ اسلام قبول کریں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ نہ جائیں اور اگر جائیں۔ تو آپ ان کو واپس بھیجدیں۔ بظاہر یہ ایک ہلاکت کی بات نظر آتی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے منظور کر لیا۔ اس سے

صحابہ میں جوش

پیدا ہوا۔ کہ اس شرط کا قبول کرنا مسلمانوں کی ہتک ہے۔ کیونکہ معاہدہ یہ قرار پایا تھا۔ کہ اگر کوئی مرتد ہو جائے۔ تو اسے مکہ واپس آجانے کی اجازت ہو۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ہو جائے۔ تو وہ مسلمانوں کے پاس مدینہ نہ جائے۔ اور اگر جائے۔ تو اسے واپس بھیج دیا جائے۔ صحابہ رضؓ کو اس پر بہت جوش آیا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کافر ہو جائے۔ اسے ہمیں کیا کرنا ہے۔ جہاں چاہے چلا جائے۔ اور جو مسلمان ہوگا۔ وہ جہاں ہوگا۔ وہیں تبلیغ کریگا۔ اس لئے جو مسلمان مکہ میں رہیں گے۔ وہ اوروں کو مسلمان بنائینگے۔ اب دیکھو اس معاملہ کا

کیا نتیجہ نکلا

کفار کی تباہی کا موجب یہی معاہدہ بن گیا۔ اور وہ اس طرح کہ مکہ کے بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور مسلمان ہو کر کفار کی تکلیفوں سے بچنے کے لئے مدینہ آ گئے۔ ان کو واپس لے جانے کے لئے کفار کے آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اور واپس بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو واپس کر دیا۔ مگر وہ رستہ سے چھوٹ کر پھر بھاگ آئے۔ جب پھر ان کو لینے کے لئے آئے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے تو معاہدہ کے رو سے ہمیں بھیجدیا تھا۔ اب ہم ان سے چھوٹ کر آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں تم چلے جاؤ۔ وہ چلے تو گئے۔ لیکن مکہ جانے کی بجائے مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ٹھیر گئے۔ اور جب اور لوگوں کو بھی پتہ لگا۔ کہ وہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ تو وہ بھی آنے لگ گئے۔ اور ان کی ایک جماعت بننی شروع ہو گئی۔ چونکہ وہ کفار کے ستائے ہوئے تھے۔ اس لئے شام کی طرف جو قافلے جاتے۔ ان سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی۔ آخر مکہ والوں نے مجبور ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لو۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا لیا۔

یہ بھی ایک تدبیر تھی جس سے

فتح مکہ کی بنیاد

رکھی گئی۔ اگر اس وقت صحابہ لڑ پڑتے۔ اور اس تدبیر کو قبول نہ کرتے۔ تو فتح نہ ہوتی پس فتح ہمیشہ دماغ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور چونکہ دماغ کو خدا تعالے نے اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ

انسان کے سارے جسم پر حکومت

کرے۔ اس لئے جس طرح بے سر کی کوئی فوج کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح بے سر کا کوئی انسان بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس وقت چونکہ دشمن اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور اسلام پر نہایت نازک گھڑی آئی ہوئی ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اور ان لوگوں کو جن پر میری باتوں کا اثر ہو سکتا ہے۔ کہتا ہوں کہ یہ زمانہ سب سے زیادہ

دماغ کے استعمال کرنے کا زمانہ

ہے۔ اس وقت ہاتھوں کو استعمال کر کے غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس وقت کوئی ایسی لڑائی شروع کرتا ہے۔ جس سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو بتاؤ۔ خدا کے سامنے وہ کیا جواب دیگا۔ کیا خدا تعالیٰ اس پر اس لئے خوش ہوگا۔ کہ اس نے اسلام کے دشمنوں سے لڑائی کر کے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ تو اسے کہیگا۔ تو نے اسلام کیلئے نہیں بلکہ اپنے نفس کے لئے لڑائی لڑی۔ اس لئے میرے

عتاب کا مورد

بن۔ اسی طرح اگر کوئی خدا تعالے سے یہ کہے۔ کہ میں نے خوب زبان چلائی۔ لیکن اس زبان چلانے سے بجائے طاقت کے اسلام کو ضعف پہنچا۔ تو خدا تعالیٰ یہ نہ کہے گا۔ کہ تم بڑے باغیرت ہو تم نے اسلام کی خوب خدمت کی۔ بلکہ یہ کہے گا۔ کہ تم بہت بڑے مجرم ہو۔ تم نے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ اسی طرح اگر کوئی خدا تعالے سے یہ کہے۔ کہ میں نے اسلام کے دشمنوں کو دیکھ کر بہت غصہ کا منہ بنایا۔ بڑی تیوری چڑھائی۔ مگر اس سے اسلام کو نقصان پہنچا۔ تو خدا تعالے اس کی اس حرکت کو پسند نہ کریگا۔ بلکہ سخت ناراض ہوگا۔ پس اس زمانہ میں

اسلام کی مدد کے لئے

لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے کی نہیں۔ منہ بنانے اور غصہ ہونے کی نہیں۔ بلکہ سب سے بڑی ضرورت سر سے کام لینے کی ہے۔ جسے خدا نے

عرش کی جگہ

قائم کیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس سے کام لے۔ اور اپنے ہاتھوں پر اپنے کانوں۔ اپنی زبان اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھے۔ یعنے مسلمان اپنے دماغ سے کام لے کر وہ تدابیر نکالیں۔ جو دشمن کو کمزور اور مسلمانوں کو طاقتور کرنے والی ہوں۔ ورنہ مسلمانوں

کے لڑنے۔ گالیاں دینے اور غصہ ہونے سے کیا بن سکتا ہے۔ مسلمان آج پورے طور پر

ہندوؤں کے غلام

بن رہے ہیں۔ اور ان کی قطعاً جرأت نہیں رہی۔ کہ ہندوؤں کے سامنے کھڑے بھی ہو سکیں۔ یہاں ہم نے جب یہ طریق جاری کیا۔ کہ ہندوؤں سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ اور آس پاس کے مسلمانوں سے کہا۔ کہ تم بھی اس پر عمل کرو۔ تو وہ کہنے لگے۔ ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ ہم تو ان ہندوؤں کے سُود کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہر جگہ کے مسلمانوں کی گردنیں

بنیوں اور لالوں کے قبضہ میں

آئی ہوئی ہیں۔ یوں جب مسلمان زمیندار بیٹھتے ہیں۔ تو بہت فخر سے ہندوؤں کو کراڑ اور کھتری کہتے ہیں۔ مگر انہی کراڑوں کے ہاتھ ان کی گردنوں پر ہوتے ہیں۔ اور جب عدالت میں جاتے ہیں۔ تو شکست کھا کر آتے ہیں۔ لالہ ایک ہزار دیکر دو ہزار وصول کر چکا ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی اسی کا قرضہ نکلتا ہے۔ اس لئے مجسٹریٹ اسی کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ بس یوں تو اکڑنے والے مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہمارے جیسا بہادر کوئی نہیں۔ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ لیکن دراصل وہ

ہندوؤں کے غلام

ہیں۔ کیونکہ وہ سُود کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے۔ جس سے اسلام کو فائدہ پہنچے۔ پچھلے دنوں ایک دوست نے سُنایا۔

ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کا انتخاب

تھا۔ اس کی ایک نشست کے لئے ایک سکھ اور ایک مسلمان امیدوار تھے۔ مسلمانوں نے بڑے جوش سے فیصلہ کیا۔ کہ تمام مسلمان مسلمان کو ووٹ دیں۔ لیکن سکھ کی تائید میں ایک بنیا تھا۔ جو لوگوں کو سود پر روپیہ دیتا تھا۔ جب لوگ ووٹ دینے کے لئے گئے۔ تو وہاں دیکھا۔ کہ وہ بنیا بہیوں کا ڈھیر لگائے بیٹھا ہے۔ جب اس کے پاس سے کوئی مسلمان ووٹر گذرے۔ تو وہ ہنس کر صرف اتنا کہے۔ چودہری صاحب ووٹ دینے جا رہے ہو۔ یہ سُن کر جو مسلمان بھی ووٹ دینے گیا۔ اس نے سکھ کے حق میں ہی ووٹ دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا۔ کہ اگر سکھ کو ووٹ نہ دیا۔ تو کل ہی نالش ہو جائے گی۔ اب دیکھو اس بنیا کو کسی لٹھ کی ضرورت نہ تھی۔ کسی ظاہری جبر کی ضرورت نہ تھی۔ وہ ہنس کر چودہری صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرتا۔ اور اس ہنسنے سے ہی چودہری صاحب پر بجلی گر پڑتی۔ اور اسلام کا سارا جوش کافور ہو جاتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا۔ یہ ہنسی

بجلی سے بھی زیادہ خطرناک

ہے۔ جو مجھ پر ہی نہیں۔ بلکہ میرے گھر بار کو بھی جلا کر راکھ کر دیگی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے کہاں آزادی ہے۔ اور وہ کس بات پر اکڑ رہے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی تمدنی حالت اس درجہ گری ہوئی ہے۔ کہ انصاف پسند قوم مسلمان نہیں۔ بلکہ غیر قوم ہو۔ تو وہ بھی ان کی حالت میں اتنے مرثیے کہے۔ کہ

زمین و آسمان رو پڑیں

مگر جب کسی قوم پر مصیبت آتی ہے۔ تو دوسروں کے دلوں سے اس کے متعلق رحم بھی مٹ جاتا ہے۔ اور جب

خدا تعالےٰ کی طرف سے گرفت

ہوتی ہے۔ تو دوسروں کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت پر کسی کے دل میں درد نہیں پیدا ہوتا۔ اور کسی کو رحم نہیں آتا۔ اس وقت مسلمانوں کے لئے ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنے

نفسوں میں تبدیلی

پیدا کریں۔ اسوقت تک انہوں نے کئی رنگوں میں خدا تعالےٰ کا مقابلہ کیا۔ سُود دیتے لیتے رہے۔ اسلام کی ہتک ہوتے دیکھی مگر کچھ نہ کیا۔ انہوں نے ہندوؤں سے اور ان ہندوؤں سے چیزیں خریدیں۔ جو انہیں کُتے کی طرح دھتکارتے ہیں۔ وہ کُتے کی طرح ٹکڑا کھا کر ان کے آگے گرتے رہے ہیں۔ اگر مسلمان بھی ہندوؤں کی چیزیں نہ خریدتے جس طرح ہندو مسلمانوں کی نہ خریدتے ہیں۔ اور غیرت دکھاتے۔ تو کم از کم دنیا یہ تو کہتی۔ کہ مسلمانوں میں بھی غیرت ہے۔ اپنی قومیت کا احساس ہے۔ مگر جب دنیا نے دیکھا۔ کہ مسلمان اپنی عزت آپ برباد کر رہے ہیں۔ پھر اور کون ان کی عزت کر سکتا تھا۔ یہ ہیں

چھوت چھات کی ذلت کا نتیجہ

ہے۔ کہ مسلمان تمدنی طور پر بالکل تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ اور ان میں تقویٰ و طہارت بھی نہیں رہی۔ اگر یہ ہوتی۔ تو

اسلام کے لئے غیرت

بھی ہوتی۔ اب اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کئے ہیں۔ کہ جن سے

مسلمانوں کی آنکھیں کھُل جائیں

اب بھی اگر مسلمان اپنے دماغ سے کام لیں۔ تو خدا تعالےٰ کی مدد ان کے شامل حال ہو گی۔ اور ان کی مصیبتیں دور ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کبھی ایسا ناراض نہیں ہوتا۔ کہ ان سے عذاب نہ ٹلائے۔ بشرطیکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ اس وقت تک انسان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جب تک اس کی غرغرا کی حالت نہ ہو جائے۔ پس اب بھی اگر مسلمان توبہ کریں۔ تو خدا تعالیٰ انہیں معاف کر دیگا۔ اس وقت مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس بات کے لئے پورا زور لگائیں۔ کہ

سود کی لعنت

سے چھُوٹ جائیں۔ کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے خریدنے سے کلی پرہیز کریں۔ اسی طرح چونکہ ہندو جہاں تک ہو سکے ہندوؤں سے خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی اگر

مسلمانوں کو ہی ترجیح

دیں۔ تو یہ ان کے لئے ضروری ہے۔

اگر ان باتوں پر مسلمان عمل کرنا شروع کر دیں۔ تو قومی غیرت اور آزادی خود بخود ان میں اُبھرنے لگے گی۔ اور ان کے لئے خدا کے فضل کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی خشیت ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔ تو پھر ان رستوں کو پالیں گے۔ جن سے خدا تعالیٰ کی سچی ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مسلمان قرآن کو بھول گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان میں

قرآن کی محبت

نہیں رہی۔ جب محبت پیدا ہو جائے گی۔ تو خدا تعالےٰ خود سمجھ دے دیگا۔ اور آپ ہی ان کا قدم صداقت کی طرف بڑھنے لگے گا۔

اس وقت مسلمانوں کی تمدنی اور ظاہری مدد کرنا ہر مسلمان اور ہر احمدی کا فرض ہے۔ اس وقت اسلام کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے دور کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اپنے عمل اور قول سے یہ بات ثابت کر دینی چاہیئے۔ کہ اسلام ترقی کے لئے کسی لڑائی جھگڑے کا محتاج نہیں ہے۔ اسلام دنیا میں امن سکھانے کے لئے آیا ہے۔ اور پُر امن طریقوں سے اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے۔

۱۰ر جون کے بعد ۱۷ر جون کا الفضل

خریداران الفضل کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ۱۰ر جون کے بعد ۱۷ر جون کا الفضل چھپا ہے۔ ۱۴ر جون کا پرچہ بتقریب عید الاضحیٰ شائع نہ ہوا۔ اس کی اطلاع پہلے کر دی گئی تھی۔ مگر دوست ہیں۔ کہ برابر شکایت بھیج رہے ہیں۔ کہ پرچہ نہیں ملا۔ بلکہ بعض نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ سے پرچہ نہیں ملا۔ حالانکہ پرچے برابر وقت پر روانہ ہوتے ہیں۔ (ناظم طبع و اشاعت الفضل)

ہندو اقوام میں تبلیغ اسلام

اس وقت جو اسلام اور ہندو مذہب کے درمیان جد وجہد شروع ہے۔ وہ بالکل طبعی ہے۔ کیونکہ اسلام اور ہندو مذہب میں اس قدر تخالف اور تضاد ہے۔ کہ ایک ملک اس قسم کے دو مذہبوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندو اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ اور قبولیت اسلام کی رفتار بڑھتی رہی۔ اس کامیابی پر ہندوؤں کو خطرہ کا پیدا ہونا بھی طبعی ہے۔ اسلئے ان لوگوں نے بھی شدھی کے نام سے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے ایک حد تک محض دفاع سے کام لیا۔ لیکن جیسا کہ ظاہری جنگ میں محض دفاع کبھی بھی کامیاب نہیں ہوا۔ اور اپنی جان بچانے کے لئے بھی دشمن پر حملہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی حفاظت کیلئے محض ارتداد کے خلاف کوشش کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہندو اقوام میں اسلام کے پھیلانے کیلئے باقاعدہ کوشش کی جائے۔ اس اصل کو مد نظر رکھتے ہوئے دعوت و تبلیغ قادیان کے انتظام کے ماتحت پنجاب و دیگر علاقہ جات ہند بلکہ بلاد خارجیہ تک اس سلسلہ کو پھیلا دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی مبلغین کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں۔ ان مبلغین کی کارروائیوں کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے:-

مولوی عنایت اللہ صاحب دکن کی ایک انگریزی چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس علاقہ میں اچھوت اقوام کی تعداد بہت زیادہ ہے جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کو توحید اور اسلام کی سچائی کے دلائل بتلائے۔ میرے ذریعہ بعض نے توحید کو قبول کیا۔ تین آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ باقی لوگ جو زیر تبلیغ ہیں۔ وہ بھی قریب ہیں۔ ایک عیسائی کو تثلیث کی تردید سمجھائی گئی۔ جس کا اس پر بہت اثر ہوا۔ کلمہ کی حقیقت بتلائی گئی۔

حافظ محمد حسین صاحب ایک پہاڑی علاقہ سے لکھتے ہیں۔ "اس علاقہ کی شدھ شدہ قومیں ایک کشمکش میں ہیں۔ ہندوؤں سے اپنے حقوق طلب کر رہے ہیں۔ آریہ پرچارک ان کو قسم قسم کے لالچ دے رہے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ ہمیں فوراً گنوؤں پر چڑھنے کی اجازت دو۔ ورنہ ہم علیحدہ ہو جائیں گے۔ ان لوگوں میں تبلیغ کیجا رہی ہے۔

مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل ایک پہاڑی علاقہ سے لکھتے ہیں۔ "کل ایک ہندو نوجوان قوم برہمن مسلمان ہوا۔ پہلا نام بلرام تھا۔ اسلامی نام عبد القدوس رکھا گیا۔ کچھ اور مرد و عورت ہندوؤں سے مسلمان ہونے کو طیار ہیں۔ ماہ مئی میں یہاں پر اسسٹنٹ کمشنر صاحب آئے۔ ان کو بعض انگریزی کتب پیش کی گئیں اور اسلام کی تبلیغ کی گئی۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ مجھے پہلے بھی ایک احمدی نے تبلیغ اسلام کی تھی۔ اسلام کے ساتھ دلچسپی کا اظہار کیا۔

علاقہ ارتداد کی ایک رپورٹ

اب میں دکھانا چاہتا ہوں کہ ہندو لوگ شدھی کی تحریک میں کس قدر ظلم اور تعدی اور زبردستی سے کام لے رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب علاقہ ایٹہ سے لکھتے ہیں۔ "اس ہفتہ میں نے ایٹہ خاص اور بعض دیگر قصبات و دیہات کا دورہ کیا۔ یہاں مشہور تھا۔ کہ بھوپت پور اور بھیرا میں لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں جلسہ میں گیا۔ وہاں معلوم ہوا۔ کہ آدا گڑھ کے راجہ کا کارندہ اس کام میں ہمہ تن مصروف ہے۔ موٹر پر مع چند با اثر ہندوؤں کی جماعت کے تمام علاقہ کا دورہ کر رہا ہے۔ اسلئے انیس ۱۹ میل کا پیدل سفر کر کے شام کو صدر مقام پہنچا۔ ایک احمدی نے حالات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ موضع جواہر پور کا ایک مسلمان ملکانہ مسلمانوں سے یہ کہہ رہا تھا۔ کہ ہمارے ساتھ ہمارے گاؤں میں چلو۔ کیونکہ وہاں راجہ زبردستی مرتد کر رہا ہے۔ دوسرے روز جواہر پور پہنچکر معلوم ہوا۔ کہ راجہ آدا گڑھ کے آدمی شدھی پر سخت زور دے رہے ہیں وہاں سے بھوپت پور روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر محمد علی خان سے ملاقات ہوئی تمام ملکانے اکٹھے کر کے قرآن کریم کی صداقت اور اسلامی عبادات کی خوبیوں پر لیکچر دیا۔ اور آریہ سماج کی شرارتوں کا بھی ذکر کیا۔ لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ دوسرے دن بھیرا گیا۔ وہاں بھی لوگ جمع ہوئے۔ ایک تقریر کی۔ لوگ ایک ہندو پرچارک کو لائے جس سے دو گھنٹہ تک مباحثانہ رنگ میں گفتگو ہوئی۔ ہندو پرچارک جواب نہ دے سکا۔ تو لوگوں نے کہا۔ کہ تم روزانہ ہمیں تنگ کرتے تھے۔ آج فیصلہ کر لو۔ ورنہ آئندہ ہمارے سامنے اسلام کے خلاف کچھ نہ بولنا۔ مسلمانوں نے اقرار کیا۔ کہ ہم ہرگز مرتد نہ ہوں گے۔ اس کے بعد دہر پور گیا۔ وہاں کے ملکانوں نے بیان کیا۔ کہ آٹھ آدمی زبردستی شدھ کر لئے گئے ہیں وہاں ایک تقریر کی۔ تقریر کے بعد ان ملکانوں کو بلایا گیا۔ اور ان کو اسلام کی خوبیاں بتا کر پوچھا گیا۔ کہ آیا تم خوشی سے مرتد ہوئے ہو۔ یا کہ زبردستی سے۔ ظاہر خان ایک ذی اثر ہے۔ اس نے حلفیہ بیان دیا۔ کہ "راجہ صاحب نے ہم کو پرچیاں بھیجی تھیں۔ کہ جلسہ میں آؤ۔ اور بھی مسلمان آئیں گے۔ ہم گئے۔ جلسہ سنتے رہے۔ دو بجے کے قریب ایک شخص نے کہا۔ کہ کھڑا کرو جلدی کرو۔ اور شدھی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ ہم نے کہا۔ کہ کون شدھ ہوگا۔ وہ بولا۔ ولایت علی۔ نواب خاں اور شہباز اور تم لوگ جو دہر پور سے آئے ہو۔ ہم نے صاف انکار کیا۔ جب سینکڑوں آدمی ہمارے پیچھے لگ گئے۔ اس کے بعد یہ لوگ ہمیں راجہ سورج پال سنگھ اور ان کے بھائی کرشن پال سنگھ کے سامنے لے گئے۔ انہوں نے ہمیں کہا ضرور شدھ ہو جاؤ۔ ولایت علی نے مہلت چاہی جس پر راجہ نے اسے بُرا بھلا کہا۔ اور ولایت خاں اور نواب خاں دونوں علیحدہ چلے گئے۔ ان کی بے حرمتی دیکھکر ہم ڈر گئے۔ اور کہا۔ کہ کسی طرح یہ وقت ٹالنا چاہیئے۔ ہم نے راجہ سے یہ بھی کہا۔ کہ ہماری تمام رشتہ داریاں ٹوٹ جائیں گی لیکن اس نے کہا۔ کہ تمام ٹھاکر برادری سے تمہارا کھان پان کرا دونگا۔ اور ابھی اشدھ ہو جاؤ۔ یہ کہنے کی دیر تھی اور فوراً ہماری حجامتیں شروع کر دیں۔ دوسروں کی ڈاڑھی نہ تھی۔ میری ڈاڑھی تھی۔ میں نے نہ منڈوانے پر اصرار کیا۔ ہمارے گلے میں جنیو ڈالدیئے گئے۔ اور ہمارا ایک جلوس نکالا گیا۔ اور ہم مارے شرم کے منہ نیچے کئے ہوئے تھے۔ شام کے وقت موٹر پر سوار کر کے گھر پہنچا دیا گیا۔ ہم نے یہاں آکر اپنے بہن بھائیوں سے اسی طرح کھان پان رکھا ہے"۔

مندرجہ بالا بیان جہاں آریہ سماجیوں کی ناپاک کوششوں کو طشت از بام کر رہا ہے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی تازیانہ عبرت ہے۔ کیا ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان بیدار نہ ہوں گے۔ اور اپنے بھائیوں کو اس آگ سے بچانے کی کوشش نہ کریں گے۔

(فتح محمد سیال ایم۔ اے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

مسلمانان سرگودہا کا جلسہ "رنگیلا رسول" کے فیصلہ کے خلاف

بتاریخ ۱۱ ماہ جون ۱۹۲۷ء بروز عید الاضحیٰ بعد نماز عید مسجد احمدیہ سرگودھا میں جملہ حاضرین نے ایک جلسہ کر کے اس میں حسب ذیل مضمون کا ریزولیوشن بالاتفاق پاس کر کے بغرض توجہ گورنمنٹ پنجاب آپ کے اخبار میں شائع کرنا تجویز کیا گیا ہے۔ اس واسطے التماس ہے۔ کہ براہ مہربانی درج اخبار کر کے ممنون فرماویں۔

"رنگیلا رسول" جیسی دل آزار کتاب کی اشاعت کو جرم قرار نہ دیئے جانے کا جو فیصلہ ہائیکورٹ پنجاب نے صادر کیا ہے اسکی موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان اسلام کی عزت و حرمت سخت خطرہ میں ہے۔ اس واسطے ہم مسلمان اس فیصلہ سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے گورنمنٹ پنجاب سے باادب التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں مرافعہ کر کے ہمارے مجروح دلوں کیلئے اطمینان کا سامان فراہم فرماوے۔

خاکسار محمد عبد اللہ احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ سرگودہا۔ ۱۶ جون

پنڈت مالویہ کا ایک معزز برہمن خاندان سے سلوک یا شدھی کا شور مچانیوالے اپنے اصلی رنگ و روپ میں

حسب ذیل مضمون گجراتی اخبار بمبئی سماچار کے ۵ جون کے پرچہ سے سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئی نے بھیجا ہے جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

پبلک الہ آباد منصف کورٹ میں دائر شدہ مالویہ کاسٹ کیس کی حقیقت بخوبی جانتی ہے۔ کیونکہ اس مقدمہ کے تفصیلی حالات انگریزی اور دیسی زبانوں کے اکثر اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ میرے کئی احباب نے اس کیس کے اندرونی حالات مجھ سے دریافت کئے ہیں۔ لہٰذا سچ اور انصاف کی خاطر اس کھلی چٹھی کے ذریعہ سے اصلی حقیقت پبلک کو پیش کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

پنڈت مدن موہن مالویہ جو کہ ایک بڑے لیڈر اور سنگٹھن و شدھی کے بانی و مبانیوں میں سے ایک ہیں۔ مالویہ برہمن قوم کے ایک ممبر ہیں۔ یہ قوم پہلے مالوہ۔ بنارس۔ میرج پور اور اس کے آس پاس کے ضلعوں میں بستی تھی۔ اب اس قوم کا مرکز الہ آباد ہے۔ سب مل ملا کر اس قوم میں قریباً دو سو خاندان ہیں۔ ان دو سو خاندانوں کے اندر ہی اندر آپس میں شادی بیاہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس قوم کو اپنی پیدائشی برتری اور پاکیزگی کا اس قدر گھمنڈ ہے۔ کہ یہ قوم دوسرے برہمنوں کو اپنے جیسا پاک اور صاف خون کا نہیں خیال کرتی۔ اپنی قوم کو زیادہ پاک خیال کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو اپنی تھوڑی سی ہی آبادی میں قوم کے لڑکے اور لڑکیوں کی شادیاں آپس میں ہی کرنی پڑتی ہیں۔ گو کہ شاستروں میں اپنے رشتہ داروں میں شادی بیاہ کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی ان کو اپنی ہی قوم میں شادی بیاہ کرنے پڑتے ہیں۔

اسے میری بد قسمتی کہیئے۔ یا خوش قسمتی کہ میں بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوں۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ کا ایک قریبی رشتہ دار ہونے کی مجھے عزت حاصل ہے۔ بلکہ مجھے ان کے ساتھ کی اپنی رشتہ داری ظاہر کرنے دیجئے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ کے صاحبزادے پنڈت گووند مالویہ کے ساتھ میری بڑی لڑکی بیاہ دی گئی ہے۔ تنگ حالی مفلس اور شادی کے بازار میں کساد بازاری کی وجہ سے میری دوسری لڑکی کیلئے میری قوم میں سے کوئی خاوند نہ مل سکا۔ اور میں اپنی دوسری لڑکی کا بیاہ قوم سے باہر کر دینے پر مجبور ہوا اور پنڈت راجندر رنگ گورٹی بی۔ اے۔ بار ایٹ لا ڈیرہ دون کے ایک رئیس کے ساتھ قریباً چار سال پیشتر اس کی شادی کر دی۔ لیکن یہ بیاہ مالویہ قوم کیلئے ناقابل برداشت ہو گیا۔ اور میری قوم میں اس کے خلاف شور و پکار شروع ہوا۔ میرے اس گناہ کی مجھے سزا دینے کیلئے پاک مالویہ قوم دریائے گنگا کے کنارے پنڈت مدن موہن مالویہ کے زیر صدارت جمع ہوئی۔ اور ایک ریزولیوشن پاس کر کے اپنی لڑکی قوم کے باہر بیاہ دینے کی تقصیر کیلئے مجھے ہمیشہ کیلئے قوم میں سے باہر نکال دیا گیا۔ اور ہر قسم کا میل جول، لین دین وغیرہ بند کر دیا گیا۔ علاوہ اس کے جب میری ضعیف ماں مذکورہ بالا شادی کے کچھ عرصے کے بعد فوت ہوئی اور اس کی لاش مرگھٹ میں لے جانے کی تیاری ہو رہی تھی اس وقت میری قوم کے کئی افراد پنڈت مدن موہن مالویہ کے گھر میں جمع ہوئے۔ اور ایک ایسا فتویٰ شائع کیا گیا۔ کہ اگر کوئی بھی قوم کا آدمی جنازے کے ساتھ مرگھٹ کو جائے گا۔ تو اس کو بھی قوم میں سے نکال دیا جائے گا۔ اس ریزولیشن پر پورا پورا عمل کیا گیا۔ اور میری قوم کا کوئی بھی شخص میرے ساتھ جنازے کو مرگھٹ تک لے جانے کیلئے اور آخری رسوم ادا کرنے کے لئے نہ آیا۔

اپنی لڑکی کو ایک غیر مالویہ خاندان کے لڑکے کے ساتھ بیاہ دینے کی وجہ سے ہندو قوم کے لیڈروں نے میرے ساتھ جو ناانصافی اور ظلم کیا ہے۔ وہ ایک نہایت ہی ظالمانہ فعل ہے۔ اسکی حقیقت بھی مجھ سے سُن لیجئے۔ میری بیوی بستر مرگ پر تھی۔ اور اس کی آخری خواہش اپنی بڑی لڑکی کو دیکھنے کی تھی۔ جو کہ پنڈت مدن موہن مالویہ کے صاحبزادے پنڈت گووند مالویہ کے ساتھ بیاہی ہوئی ہے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ کو میں نے درخواست کی کہ میری لڑکی کو اپنی مرتی ہوئی ماں کے آخری دیدار کیلئے میرے گھر بھیجئے۔ مگر میری اس درخواست کا کوئی خیال نہ کیا گیا۔ ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ پنڈت کپل دیو مالویہ جو کہ نان کواپریشن کے زمانہ میں ایک محب وطن ہونے کی وجہ سے جیل میں بھی رہ آئے ہیں۔ ان کو بھی میرے ساتھ کھلے طور پر بیٹھ کر کھانا کھانے کے گناہ پر قوم سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ وہی شخص ہیں۔ جو کہ اس مشہور و معروف مالویہ کاسٹ کیس میں مدعی ہیں۔ اور مدعا علیہ پنڈت مدن موہن مالویہ کے بڑے صاحبزادے پنڈت راما کانت مالویہ ہیں۔ جو کہ پہلے سرو ہی سٹیٹ کے وزیر بھی رہ چکے ہیں۔

میں اپنی قوم پر فخر کرتا ہوں۔ کہ جس نے ہندو قوم کو سکھی کرنے کے لئے زمین و آسمان ایک کرنے والا پنڈت مدن موہن مالویہ جیسا ایک بہادر پیدا کیا ہے۔ لیکن جبکہ ایک طرف ان شدھی اور سنگٹھن کے دنوں میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو شدھ کر کے ہندو مذہب میں بھرتی کیا جاتا ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔ کہ پنڈت مدن موہن مالویہ جیسا ایک بڑا لیڈر اپنی ہی قوم کے ایک فرد بلکہ اپنے ہی خون کے ایک بھائی کو قوم سے باہر نکال دینے کا گنہگار ہوا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس جرم پر کہ اپنی لڑکی کو اس نے ایک نان مالویہ برہمن کے ساتھ بیاہ دیا ہے۔ میں اپنے مذہب کو چاہتا ہوں۔ اور اسی لئے اس پر ابھی تک ثابت قدم ہوں۔ ورنہ اگر کوئی کمزور دل آدمی ہو۔ تو کیا وہ ایک ایسے مذہب میں رہ سکتا ہے۔ کہ جس مذہب میں ایسی معمولی باتوں پر بھی اپنے قریبی رشتہ داروں کو قوم سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ میں نے اپنی لڑکی ایک ہندو کو اور ایک برہمن کو جو ایک اونچے خاندان کا نوجوان ہے بیاہ دی۔ برہمن قوم اور ہندو مذہب سے باہر جانے کا ابھی میں نے ارادہ نہیں کیا۔ لیکن اب میں ہندو سماج میں رہتے ہوئے بھی قوم سے باہر نکال دینے والے اس ریزولیشن کو حقارت سے ٹھکرا سکتا ہوں۔ اور میں یا میرا خاندان اب جس کے ساتھ چاہے۔ شادی بیاہ کر سکتا ہے۔ اور جس کے ساتھ چاہے بیٹھ کر کھا پی سکتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قوم سے باہر نکال دئے جانے پر اگر میں نے مذہب اسلام قبول کیا ہوتا۔ تو بہ نسبت شدھ ہونیوالوں کے مجھے اچھا درجہ ملتا۔ اگر میں مسلمان ہو گیا ہوتا۔ تو بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ (سر عبدالرحیم بھی شامل ہیں) تعلق پیدا کر سکتا۔ اگر میں چاہتا۔ تو مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ بیٹھ کر کھا پی سکتا۔ لیکن افسوس کہ ہندو سماج میں میری کوئی جگہ نہیں ہے۔ میرے بھائی اور میرے قریبی رشتہ دار میرے ساتھ بیٹھ کر کھا پی نہیں سکتے۔ میں اپنی لڑکیوں کو مل نہیں سکتا۔ کیونکہ میں اچھوت ظاہر کیا گیا ہوں۔ پنڈت مالویہ جی کو بدنام کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ لیکن اگر میری اس کھلی چٹھی میں کوئی بات جھوٹ لکھی گئی ہو۔ تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ میرا جھوٹ ثابت کریں۔ اور اگر وہ نہیں کر سکے۔ اور یقیناً نہیں کر سکتے۔ تو کیا پنڈت مالویہ جی اور دوسرے شدھی کے لیڈر مجھے بتلا سکتے ہیں۔ کہ میں اب کونسی راہ اختیار کروں ؛

(راقم منتظر جواب لکھشمی کانت بھٹ)

قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا روپیہ

تحریک "چندہ کھال قربانی اور عید فنڈ" عید ضحی سے پیشتر تمام جماعتوں میں ارسال کی گئی تھی۔ اور لکھا گیا تھا۔ کہ نہایت احتیاط سے قربانی کی کھالوں کا روپیہ اور عید فنڈ جمع کیا جائے۔ خدا کے فضل اور رحم سے عید گذر گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ روپیہ جمع ہو چکا ہوگا۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعتوں کو تاکید مزید کی جاتی ہے کہ تمام جماعتیں یہ روپیہ ۳۰ رجون ۱۹۲۶ء تک مرکز میں بھیجکر مشکور فرمادیں۔

شہری جماعتیں تو اپنا چندہ ماہواری حسب معمول ارسال کرینگی ہی لیکن زمیندار جماعتوں کو بھی تاکید کیجاتی ہے۔ کہ اب فصل برآمد ہو گئی ہے۔ چندہ جلد سے جلد ارسال کیا جائے۔ مگر کوپن پر کھالوں کا روپیہ اور عید فنڈ کا چندہ اور چندہ عام کی تصریح ضرور کیجائے تا کہ رقوم درست داخل ہو سکیں۔ والسلام۔ عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان

حب الاٹھرا کا نام

محافظ الاٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں اکثر مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ نہایت خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے آخیر رضاعت تک تقریباً ۸ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

دستخط

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

۸ اپریل کے الفضل میں ایک ضروری خبر

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل ۸ اپریل کے الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میری والدہ صاحبہ نے جنکی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی تکلیف تھی منیجر صاحب نورانیڈ سنز کا موتی سرمہ استعمال فرمایا اور چند ہی دنوں میں نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ اس طرح ذاتی طور پر مجھے اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونیکا علم ہوا جس کا میں بڑی خوشی سے اظہار کرتا ہوں۔ تا دوسرے ضرورتمند اصحاب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں" یہ سرمہ پانی بہنے اور خارش چشم کے علاوہ ضعف بصر۔ ککرے۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ غبار۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ناخونہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

پتہ:۔ منیجر نورانیڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

مکان کیلئے موقعہ کی زمین

محلہ دارالعلوم میں بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے بالمقابل لب سڑک کچے تالاب کے متصل بجانب شمال ۲ کنال قطعہ زمین فروخت ہوتا ہے۔ جو صاحب چاہیں خرید لیں۔ نرخ قریباً چالیس روپیہ فی مرلہ۔ خط و کتابت سے فیصلہ کر لیں۔

معرفت اکمل قادیان

لدھیانہ کے تحفے

ناظرین۔ ہم نے اپنی جماعت احمدیہ کی خاطر دریاں و جانمازیں نہایت عمدہ کاریگروں سے تیار کروائی ہیں جو دیکھنے میں نہایت ہی خوبصورت اور پائیداری میں نہایت مضبوط [illegible] ایک دری یا ایک جانماز ہی منگوا کر دل کا تسلی [illegible] اور جانماز کی قیمت حسب ذیل ہے۔

دری خوشنما منقش طاق والی [illegible] طول ۳ گز عرض ۲ گز [illegible]

طول ۳ گز عرض ۱½ گز [illegible] جانماز مضبوط [illegible]

طول ۳ گز عرض ۱ گز [illegible] طول ۱ گز عرض [illegible]

طول ۲ گز عرض ۱ گز [illegible] مسجد کے لئے [illegible]

طول ۲ گز عرض ۱ گز [illegible] جانماز قسم دیگر [illegible]

ملنے کا پتہ: شیخ غلام نبی محمد عبداللہ سوداگران بازار [illegible] لدھیانہ

بے اولادوں کو اولاد

اگر آپ بے اولاد ہیں۔ اگر آپ حصول اولاد کی خاطر [illegible] روپیہ برباد کر کے مایوس ہو گئی ہیں تو آئیں مکرمہ والدہ صاحبہ سے علاج کرا کر اولاد حاصل کریں۔ والدہ صاحبہ قریباً ۲۵ سال سے نہایت کامیابی سے علاج کر رہی ہیں۔ اور اس عرصہ میں بیشمار بے اولاد عورتیں اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ اس لئے اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ کھوویں۔ اور آج ہی ایک کارڈ لکھ دیں۔ قیمت فائدہ کے لحاظ سے بہت کم یعنی مکمل کورس صرف چار روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

نوٹ: آرڈر دیتے وقت مفصل حالات سے اطلاع دیں جو پوشیدہ رکھے جائینگے۔

سیٹھ خواجہ علی قادیان پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس مسٹر ایم ظہیر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پی سی ایس سب جج بٹالہ

سنت رام ولد چھجو جہت نور دتہ قوم سالاو داسی ساکن مرزاجان تحصیل بٹالہ مدعی

بنام

شیرو ولد ہیرا عیسائی ساکن مرزاجان حال موضع رسول پور تحصیل طالب پور پنڈوری تحصیل گورداسپور وغیرہ کالا سنگھ ولد ہردت سنگھ چھنہ ساکن مرزاجان تحصیل بٹالہ۔ مدعیان۔

دعویٰ ۱۵۰ روپیہ تمسک

مقدمہ مذکورہ بالا میں شیرو۔ مدعا علیہ عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر شیرو مدعا علیہ بتاریخ ۲/۷ بوقت دس بجے دن کے حاضر عدالت ہٰذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہٰذا کی نہیں کریگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس مسٹر ایم ظہیر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پی سی ایس سب جج بٹالہ

باوا دتہ ولد بھگو رام ساکن ڈیرہ نانک مدعی۔

بنام

بابو رام گوبند رام۔ پسران ساون مل قوم کھتری ساکن ڈیرہ نانک حال چک ۳۵ نمبر بیساں والہ۔ ضلع ملتان۔

دعویٰ ۶۰/- روپیہ بہی۔

مقدمہ مذکورہ بالا میں حلفی بیان مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ اور دیدہ و دانستہ روپوش ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۲/۷ حاضر عدالت ہٰذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہٰذا نہیں کرینگے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب

سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن

بشن سنگھ ولد سنت سنگھ ذات جٹ سکنہ سکھو پورہ تحصیل ترنتارن مدعی

بنام

سرماجون ولد نہالا۔ قوم چوہڑہ سکنہ سکھو پورہ مدعا علیہ۔

دعویٰ ۱۵۰ روپیہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہٰذا بنام مدعا علیہ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۸ ماہ جون ۱۹۲۷ء بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہٰذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کرے گا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۱۳ ماہ جون ۱۹۲۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۱۹ر جون - ہندوستان میں زراعت کی تحقیقات کے لئے جو شاہی کمیشن مقرر ہوا ہے - اس کے اجلاس لنڈن میں ۵ار جون سے شروع ہو چکے ہیں - اور اس وقت ٹیکنیکل تعلیمی مسائل کے متعلق شہادت قلمبند کی جائیگی - علاوہ ازیں ہندوستان کی زرعی پیداوار کی برطانوی منڈیوں میں شہرت کی نسبت بھی تحقیقات کی جائے گی ‌‌۔

—— ٹوکیو ۱۶ر جون - جاپان نے اعلان کیا ہے کہ روسیوں نے جزیرہ نمائے کمسچٹکا کے سامنے ایک جاپانی ماہیگیر جہاز کو جو گرفتار اور اس کے کپتان کو گولی مار کر سخت زخمی کر دیا ہے - اس کی نسبت روسی سفیر سے شکایت کرے - کہتے ہیں - کہ یہ جہاز ساحل سے تین میل سے زیادہ فاصلہ پر شکار کھیل رہا تھا - جو مقامی سمندر کی حد ہے - لیکن روسیوں کا دعویٰ ہے - کہ ان کی مقامی حد ۱۲ میل تک ہے ‌‌۔

—— برگبی ۱۵ر جون - ملکہ مصر شاہ فواد آئندہ ماہ انگلستان کی سیاحت کرنیوالے ہیں ‌‌۔

—— لنڈن ۱۴ر جون - آکسفورڈ کے اجتماع نے ۱۰۱۶ آراء کے مقابلہ میں ۲۷۵ آراء سے فیصلہ کیا - کہ یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم کے درجہ ادنے میں خواتین طلبہ کی تعداد ۶۲ تک محدود کر دی جائے - اور اعلیٰ تعلیم (گریجوایٹ) میں چار مردوں کے پیچھے صرف ایک عورت کو داخل کیا جائے ‌‌۔

—— کوبیک ۱۵ر جون - ضلع سینگو نے کا ایک غیر آباد علاقہ خود جنگل سے پٹا پڑا ہے - اس جنگل میں پُراسرار روشنی دیکھنے میں آئی - خیال کیا گیا - کہ فرانسیسی ہوا باز نگیسر جو پیرس سے ایک ہی پرواز میں نیویارک پہنچنے کی کوشش کے دوران میں گم ہو گیا تھا - اور جس کا آج تک کہیں سُراغ نہ ملا تھا - اس جنگل میں ہے چونکہ یہ علاقہ غیر آباد ہے - اور راستے نہیں ملتے - اس لئے اس روشنی کا منبع معلوم کرنے کے لئے دقت پیش آئی - آخر کپتان نگیسر اور کولی زندہ مل گئے ‌‌۔

—— بلگریڈ ۱۵ر جون - یوگوسلافیہ اور البانیہ کے تعلقات کا انقطاع پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے - البانوی سفیر کو پاسپورٹ مل چکا ہے - اور وہ روانہ ہونے کے لئے تیار کھڑا ہے - یوگوسلافیہ کے قنصل کو بھی البانیہ سے چلے آنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

—— لنڈن ۱۶ر جون - دارالعوام کے اجلاس میں مسٹر لاکر لیمپسن نائب وزیر خارجہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا - کہ برطانوی مراسلہ کا ثروت پاشا کا جواب دینے کے بعد قضیہ ختم ہو گیا - کیونکہ بیرن لائیڈ نے ثروت پاشا کے جواب کو اطمینان بخش تسلیم کر لیا ہے - آپ نے بتایا کہ اب مصر جنگی جہاز واپس آجائینگے چنانچہ ایک واپس بھی آگیا ہے ‌‌۔

—— لنڈن کی ایک خبر مظہر ہے - کہ انگلستان کا مشہور مصنف مسٹر جے کے جیروم ۶۸ سال کی عمر میں رحلت کر گیا ہے جس کی آخری تصنیف آپ بیتی تھی ‌‌۔

—— نیویارک ۱۷ر جون - مسٹر آرٹیگ نے کپتان لنڈبرگ ماہر ہوا باز کو پچیس ہزار ڈالر انعام دیا ہے ‌‌۔

—— اڈیسہ ۱۳ر جون - آج گیارہ اور روسیوں کو سزائے موت دی گئی - تین کو دس دس سال قید با مشقت کی سزا ملی رو [illegible] بری کر دئے گئے - ان پر یہ الزام لگایا گیا تھا - کہ وہ برطانیہ کے محکمہ جاسوسی کو مدد دیا کرتے تھے ‌‌۔

—— "المقطم السیاست" قاہرہ رقمطراز ہے - کہ سمرقند میں زمین کی کھدائی شروع ہوئی - تو اس میں سے تیمور لنگ کے محل کے آثار نکلے - یہ محل چودھویں صدی کے آغاز میں تعمیر کیا گیا تھا اس کی دیواروں پر نقش و نگار ابتک موجود ہیں - کھدائی کا کام زوروں پر ہے ‌‌۔

—— لنڈن ۱۲ر جون - "سنڈے ٹائمز" کو معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ڈونلڈ شنے کو رائل کمیشن کی صدارت پیش کی گئی ہے - جو قانون حکومت ہند پر عملدرآمد اور اصلاحات کی توسیع کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوگا ‌‌۔

ہندوستان کی خبریں

—— فری پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے - کہ مختلف حلقوں میں یہ افواہ عام ہے - کہ سر فضل حسین جمعیۃ اقوام کے اجلاس میں شرکت کے لئے جنیوا تشریف لے جائیں گے اور ان کی جگہ شاید سر عبدالقادر کا تقرر عمل میں آئے گا ‌‌۔

—— شملہ ۱۵ر جون - موسمی ہواؤں کے متعلق سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ہفتہ مختتمہ ۱۵ر جون کے دوران میں کشمیر، بلوچستان راجپوتانہ مغربی بمبئی - حیدرآباد، مدراس اور جنوب شرقی ساحل پر بارش کثرت سے ہوئی - موسمی ہوائیں ہندوستان کے شمال تک وسعت پذیر ہو گئی ہیں ‌‌۔

—— دانا پور میں ہندو مسلم فساد کے ضمن میں گذشتہ دوشنبہ کے روز تقریباً چالیس ہندو گرفتار کئے گئے - اور انہیں پٹنہ بھیجدیا گیا ‌‌۔

—— [illegible] جون کو شیخ محمد امین (سابق سب جج) بیرسٹر ایٹ لاء کی درخواست نگرانی دفعہ ۲۹۰ لیٹرز پیٹنٹ ایکٹ پریوی کونسل میں اپیل کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے پیش ہوئی - چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے پیروی کی - مسٹر جسٹس براڈوے اور مسٹر جسٹس ایڈیسن نے درخواست نامنظور کر دی ‌‌۔

—— پٹیالہ ۱۴ر جون - پٹیالہ شہر میں ابتدائی تعلیم کے قانون یکم جولائی ۱۹۲۷ء سے عمل درآمد ہوگا - بعد ازاں ریاست کے دیگر شہروں میں بھی اس قانون پر عملدرآمد کیا جائیگا - قانون کا منشا یہ ہے - کہ ۶ سال سے ۱۱ سال تک کے بچے کو کسی تسلیم شدہ پرائمری سکول میں لازماً داخل ہونا پڑے گا - ان اسکولوں میں فیس نہیں لی جائے گی ‌‌۔

—— عبدالرشید کی پھانسی کی سزا پریوی کونسل کے فیصلہ تک ملتوی کر دی گئی۔

—— امرتسر میں بھی منافرت پھیلانے والے پوسٹر اور پمفلٹوں کی اشاعت دو ماہ کے لئے بند کر دی گئی ‌‌۔

—— لاہور ۱۷ر جون - حویلی کابلی مل کے بیان کردہ قتل کے مقدمہ میں جو مسٹر کیو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش تھا - کل دس ملزمین گذشتہ ماہ مئی کی شب کو بلوہ کرنے اور تین مسلمانوں کو کرپانوں سے قتل کرنے کی بنا پر سیشن سپرد کر دئے گئے ‌‌۔

—— ہائیکورٹ نے مسلم آؤٹ لک کے مقدمہ کا فیصلہ کر دیا - سید دلاور شاہ صاحب ایڈیٹر کو چھ ماہ قید اور ساڑھے [illegible] جرمانہ - اور مولوی نورالحق صاحب پرنٹر کو تین ماہ قید - اور [illegible] روپیہ کی سزا دی۔

—— شملہ ۱۷ر جون - انڈین سول سروس کا آئندہ امتحان مقابلہ ۱۴ر جنوری کو دہلی میں منعقد ہوگا ‌‌۔

—— قصور ضلع لاہور میں ہیضہ کی وبا زور دکھا رہی ہے - گرد و نواح کے دیہات میں بھی وبا کا بہت زور ہے ‌‌۔

—— لاہور ۲۰ر جون - کل شام دہلی دروازہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عام جلسہ "رنگیلا رسول" کے فیصلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہونے والا تھا - لیکن کہا جاتا ہے - کہ حکام کی طرف سے جلسہ کا انتظام کرنیوالوں پر دباؤ ڈالا گیا - کہ موجودہ ماحول کے اندر جلسہ منعقد کرنے سے احتراز کریں - اسلئے نہ ہو سکا - عامۃ المسلمین کے اندر اس فیصلے سے اور ورتمان کے مضمون کی اشاعت سے ایک ہیجان کا عالم ہے - مسلمان رہنما گورنر پنجاب کے یقین دلانے پر عوام کے جوش کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں ‌‌۔

—— سورت ۲۰ر جون - سیواجی کی سہ سالہ یادگار کے دن حال ہی میں ہندو مسلمانوں میں جو فساد ہوا تھا - اس کے سلسلہ میں جو تحقیقات کی گئی - اس میں چالیس اشخاص کی گرفتاری عمل میں آئی ہے - ان میں ایک شخص کے علاوہ باقی تمام مسلمان ہیں - ان کو ضمانت پر چھوڑ دیا گیا ہے - مزید گرفتاریوں کی توقع ہے ‌‌۔

(مہتمم عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)